احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

مئی ۱۹۹۶ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خاں ناصر

"مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے"

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

"تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دُنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پُورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُن کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے اور پھُولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے۔ اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے۔ کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے۔ تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ ...."

(الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰ ص ۳۰۸-۳۰۹)

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

ہجرت ______ ۱۳۷۵ہش

مئی ______ ۱۹۹۶ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خاں ناصر

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

مقامِ اشاعت

دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دارالصدر جنوبی۔ ربوہ

اس ماہ کے شمارہ میں

جلد نمبر ______ ۳۷

شمارہ نمبر ______ ۵

شرح چندہ

پاکستان ______ ساٹھ روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ ______ چھ روپے

اداریہ

قدرتِ ثانیہ

سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ ..... نے ۱۹۰۵ء میں رسالہ الوصیت تحریر فرمایا۔ اس میں خدائے عزّوجلّ سے خبر پاکر اپنے زمانہ وفات سے قریب ہونے کا ذکر کیا۔ اس رسالہ میں آپ نے اپنی جماعت کو نصائح کرتے ہوئے راستبازی، تقویٰ اور صبر اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپ نے جماعت کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہونگے اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی۔ کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد" (رسالہ الوصیت صفحہ ۳)

سلسلہ احمدیہ کی ترقی کے بارہ میں حضرت اقدس ..... نے اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق جماعت کو مخاطب فرمایا:۔

"..... کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے ....."

خدا تعالیٰ کی اس قدیم سنّت کا حضرت اقدس ..... نے ذکر فرماتے ہوئے رسالہ الوصیت میں مندرجہ ذیل امور کی نشاندہی فرمائی:۔

۱۔ نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ سے ظاہر ہونے والی سنّت کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر ہو۔

۲۔ ایسے وقت میں ان (نبیوں اور رسولوں) کو وفات دے کر پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

۳۔ خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ اپنی دوسری قدرت کا ظہور سورۃ نور کی آیت استخلاف کے مطابق کرتا ہے اور اپنے پسندیدہ دین اور منتخب جماعت کو غلبہ و تمکنت عطا فرماتا ہے۔

۵۔ سنّت اللہ کے مطابق سلسلہ احمدیہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی دو قدرتیں ظاہر ہوں گی اور یہ ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔

۶۔ دوسری قدرت کا ظہور بہتر ہے کہ وہ دائمی ہے اور اس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔

۷۔ حضرت اقدس ..... کے الفاظ میں "دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔"

۸۔ فرمایا "میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد

بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔"

۹۔ خدا کی قدرت کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔

۱۰۔ خدا تعالیٰ کی دی گئی اس خبر (مذکور ۸) کا مقصد یہ بیان کیا گیا کہ

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں..... توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔" (رسالہ الوصیت ص ۶ تا ۷)

جماعت احمدیہ میں "قدرت ثانی" کے ظہور کی یہ عظیم الشان خبر آیت استخلاف کی عین تفسیر ہے۔ حضرت اقدس..... کے وصال کے بعد اس کا ظہور ہوا۔ آج اس عظیم الشان نظام "قدرت ثانیہ" کا قیام اس بات کی بھی علامت ہے کہ جماعت احمدیہ ایمان اور عملِ صالح کے مقام پر فائز ہے۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود..... کی دی ہوئی خوشخبری کی حقدار ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے۔" (رسالہ الوصیت)

حسنِ کارکردگی مجالس انصار اللہ۔ پاکستان

سال ۱۳۷۴ ہش / ۱۹۹۵ میں زعماء اعلیٰ اور زعماء مقامی مجالس انصار اللہ پاکستان میں کارکردگی کے لحاظ سے "علم انعامی" کی حقدار اور پہلی دس مجالس کی حسب ذیل فہرست حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں منظوری کے لئے بھجوائی گئی تھی۔ جسے حضور نے منظور فرمایا ہے (اور فرمایا بارک اللہ لھم) اللہ تعالیٰ ان سب مجالس کے لئے یہ اعزاز مبارک فرمائے (آمین)

۱۔ مجلس انصار اللہ - ربوہ اوّل اور علم انعامی کی حقدار

۲۔ " " - کریم نگر فیصل آباد دوم ۳۔ مجلس انصار اللہ - دار الحمد فیصل آباد سوم

۴۔ " " - مارٹن روڈ کراچی چہارم ۵۔ " " - اسلام آباد - جنوبی پنجم

۶۔ " " - عزیز آباد کراچی ششم ۷۔ " " - اسلام آباد - شرقی ہفتم

۸۔ " " - دار النور فیصل آباد ہشتم ۹ " " - دہلی گیٹ - لاہور نہم

۱۰۔ " " - ڈرگ روڈ کراچی دہم

(قائد عمومی - انصار اللہ)

امام الکلام

انبیاءؑ کی بعثت کی غرض

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ..... فرماتے ہیں :-

"تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض مشترک یہی ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی اور حقیقی محبت قائم کی جاوے اور بنی نوع انسان اور اخوان کے حقوق اور محبت میں ایک خاص رنگ پیدا کیا جاوے جب تک یہ باتیں نہ ہوں تمام امور صرف رسمی ہونگے خدا تعالیٰ کی محبت کی بابت تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ لیکن بعض اشیاء بعض سے پہچانی جاتی ہیں۔ مثلاً ایک درخت کے نیچے پھل ہوں تو کہہ سکتے ہیں کہ اس کے اوپر بھی ہوں گے۔ لیکن اگر نیچے کچھ بھی نہیں تو اوپر کی بابت کب یقین ہو سکتا ہے۔ اسی طرح بنی نوع انسان اور اپنے اخوان کے ساتھ جو یگانگت اور محبت کا رنگ ہو اور وہ اسی اعتدال پر ہو جو خدا نے قائم کیا ہے تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ بھی محبت ہو۔ پس بنی نوع انسان کے حقوق کی نگہداشت اور اخوان کے ساتھ تعلقات بشارت دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی محبت کا رنگ بھی ضرور ہے۔

...... جب تک انسان خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف نہ رکھے اور ان ہر دو حقوق کی پوری تکمیل نہ کرے، بات نہیں بنتی۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ حقوق بھی دو قسم کے ہیں ایک حقوق اللہ اور دوسرے حقوق العباد۔

اور حقوق العباد بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو دینی بھائی ہو گئے ہیں۔ خواہ وہ بھائی ہیں یا باپ یا بیٹا مگر ان سب میں ایک دینی اخوت اور ایک عام بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق یہی ہے کہ اُسی کی عبادت کی جاوے اور یہ عبادت کسی غرض ذاتی پر مبنی نہ ہو بلکہ اگر دوزخ اور بہشت نہ بھی ہوں تب بھی اس کی عبادت کی جاوے اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق کے ساتھ ہونی چاہیئے کوئی فرق نہ آوے ..... بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المومن: ۶۱) میں اللہ تعالیٰ نے کوئی قید نہیں لگائی کہ دشمن کیلئے دعا کرو تو قبول نہیں کروں گا۔ بلکہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے لئے دعا کرنا یہ بھی سُنّتِ نبوی ہے ..... شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا جس کے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔ ایک بھی نہیں۔ اور یہی میں تمہیں کہتا ہوں اور سکھاتا ہوں۔"

(ملفوظات جلد دوم نیا ایڈیشن صفحہ ۶۷ تا ۶۹)

کلام الامام

"سُن لو بیعت بِک جانے کا نام ہے"

سیدنا حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل ..... نے بیعت لینے کے بعد اپنے پہلے خطاب میں فرمایا:-

"بہت سے لوگ تعجب کریں گے کہ کئی پیشگوئیاں تھیں وہ ابھی پوری نہیں ہوئیں۔ میرے خیال میں یہ اللہ کی سُنّت ہے کہ وہ بتدریج کام کرتا ہے اور پھر جیسے مخاطب کرتا ہے کبھی اس سے مراد اس کا مثیل بھی ہوتا ہے .....

میری پچھلی زندگی پر غور کرلو مَیں کبھی امام بننے کا خواہشمند نہیں ہوا۔ مولوی عبدالکریم مرحوم امام الصلوٰۃ بنے تو مَیں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔ مَیں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں۔ اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے۔ مَیں دنیا میں ظاہرداری کا خواہشمند نہیں۔ مَیں ہرگز ایسی باتوں کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ اس خواہش کیلئے مَیں دعائیں کرتا ہوں۔ قادیان بھی اسی لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔ مَیں نے اس فکر میں کئی دن گزارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہوگی۔ اسی لئے مَیں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں (یعنی صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب۔ میر ناصر نواب صاحب ..... نواب محمد علی خان صاحب ..... ناقل) ..... اس وقت مردوں، بچوں عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں اور اس وحدت کیلئے ان بزرگوں میں سے کسی کی بیعت کرلو۔ مَیں تمہارے ساتھ ہوں۔ مَیں خود ضعیف ہوں بیمار رہتا ہوں پھر طبیعت مناسب نہیں۔ اتنا بڑا کام آسان نہیں ..... پس مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جن عمائد کا نام لیا ہے ان میں سے کوئی منتخب کرلو مَیں تمہارے ساتھ بیعت کرنے کو تیار ہوں۔ اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سُن لو بیعت بِک جانے کا نام ہے ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارۃً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا سو اس کے بعد میری ساری عزت اور میرا سارا خیال انہی سے وابستہ ہوگیا۔ اور مَیں نے کبھی وطن کا خیال ..... تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ایک شخص دوسرے کیلئے اپنی تمام حریّت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔

آخر میں آپ نے ارشاد فرمایا:-

"اب تمہاری طبیعتوں کے رُخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی۔ اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو مَیں طوعاً و کرہاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔ وہ بیعت کے دس شرائط بدستور قائم ہیں۔ ان میں خصوصیت سے مَیں قرآن کو سیکھنے اور زکوٰۃ کے انتظام کرنے، واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے شامل کرتا ہوں۔ پھر تعلیم دینیات۔ دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی۔ اور مَیں اس بوجھ کو صرف اللہ کیلئے اٹھاتا ہوں جس نے فرمایا۔ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ۔ یاد رکھو ساری خوبیاں وحدت میں ہیں۔ جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مر چکی۔"

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۱۹۶ تا ۱۹۸)

عربی منظوم کلام

وَلَسْتُ مُوَارِیًا عَنْ عَیْنِ رَبِّیْ!

بِوَجْدِ الْحِبِّ لَسْتُ حَرِیْصَ مُلْکٍ ⁘ کَفَانِیْ مَا اَرٰی نَفْسِیْ کَفَانِیْ

اس پیارے کی قسم ہے کہ میں کسی ملک کا حریص نہیں۔ اور یہ میرے لئے کافی ہے کہ میں اپنے نفس کو فنا کی حالت میں دیکھتا ہوں

عُمُوْدَ الْخَشْبِ لَا اَبْغِیْ لِسَقْفِیْ ⁘ وَحِبِّیْ صَارَ لِیْ مِثْلَ الْبُوَانِ

مَیں لکڑی کے ستون اپنی چھت کے لئے نہیں چاہتا۔ اور میرا پیارا میرے لئے ایسا ہو گیا ہے جیسا کہ ستون

وَرِثْنَا الْمَجْدَ مِنْ ذِی الْمَجْدِ حَقًّا ⁘ وَصُبِّغْنَا بِمَحْبُوْبٍ مُّقَانِیْ

ہم نے بزرگی کو خدائے ذی المجد سے پایا۔ اور اس ملنے والے پیارے کے رنگ سے ہم رنگے گئے

وَلَسْتُ مُوَارِیًا عَنْ عَیْنِ رَبِّیْ! ⁘ وَاِنَّ اللّٰہَ خَلَّاقِیْ یَرَانِیْ

اور میں اپنے ربّ کی آنکھ سے پوشیدہ نہیں ہوں۔ اور خدا جو میرا پروردگار ہے مجھے دیکھ رہا ہے

یُدَھْدِءُ رَاْسَ کَذَّابٍ غَیُوْرٌ ⁘ وَیُھْلِکُہٗ کَصَیْدٍ مُّسْتَھَانِ

وہ جھوٹے کے سر کو خاک میں رُولاتا ہے کیونکہ غیرت مند ہے۔ اور اس کو اس شکار کی طرح ہلاک کرتا ہے جو سراسیمہ اور سرگردان ہو

وَاِنَّا النَّاظِرُوْنَ اِلٰی قَدِیْرٍ ⁘ قَرِیْبٍ قَادِرٍ حِبٍّ مُّدَانِیْ

اور ہم اس قدیر کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ جو قریب اور قادر ہے اور جو بندہ اور اس کے دل میں حائل ہو جاتا ہے

وَاِنَّا الشَّارِبُوْنَ کُئُوْسَ جِدٍّ ⁘ وَاِنَّا الْکَاسِرُوْنَ فُئُوْسَ خَانِیْ

اور ہم پُرحکمت باتوں کے پیالے پی رہے ہیں۔ اور ہم فضول گو کے تیروں کو توڑ رہے ہیں

وَاِنَّا الْوَاصِلُوْنَ قُصُوْرَ مَجْدٍ ⁘ وَاِنَّا الْفَاصِلُوْنَ مِنَ الْاَدَانِیْ

اور ہم بزرگی کے محلوں تک پہنچ گئے ہیں۔ ہم نے ادنیٰ لوگوں سے جدائی اختیار کر لی ہے۔

(نور الحق جلد اوّل روحانی خزائن جلد ٨ صؔ ٩٢ تا ٩٣)

فارسی منظوم کلام

لوائے ما پنہِ ہر سعید خواہد بود

زِ دست و بازوئے آں مرد خدمتے آید ؞ کہ سوختہ دل و جاں اے پئے ہُدیٰ باشد

وہی مرد ایسے دست و بازو کے ساتھ خدمت کر سکتا ہے جس کے جان و دل ہدایت کے لئے جل چکے ہوں

کسے کہ دل پئے خلق سوزشِ شب و روز ؞ محقق است کہ اُو خادم الوریٰ باشد

جس کا دل مخلوق کی خاطر دن رات بے چین رہے یہ ثابت شدہ امر ہے کہ وہی لوگوں کا خادم ہوا کرتا ہے

ازیں بُود کہ چو سال صدی تمام شود ؞ برآید آنکہ بدیں نائب خدا باشد

اسی لئے جب صدی کا آخری سال ختم ہوتا ہے تو ایسا مرد ظاہر ہو جاتا ہے جو دین کے لئے خدا کا قائمقام ہوتا ہے

رسید مژدہ زِ غیبم کہ من ہماں مردم ؞ کہ اُو مجدّدِ ایں دین و رہنما باشد

مجھے غیب سے یہ خوشخبری ملی ہے کہ میں وہی انسان ہوں جو اس دین کا مجدّد اور راہنما ہے

لوائے ما پنہِ ہر سعید خواہد بود ؞ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

ہمارا جھنڈا ہر خوش قسمت انسان کی پناہ گاہ ہوگا اور کھُلی کھُلی فتح کا شہرہ ہمارے نام ہوگا

عجب مدار اگر خلق سُوئے ما بدَوند ؞ کہ ہر کجا غنی مے بود و گدا باشد

اگر مخلوقات ہماری طرف دَوڑ کر آئے تو تعجّب نہ کر کہ جہاں دَولت مند ہوتا ہے وہاں فقیر جمع ہو جاتے ہیں

گُلے کہ رُوئے خزاں را گہے نخواہد دید ؞ بباغِ ماست اگر قسمت رسا باشد

وہ پھُول جو کبھی خزاں کا منہ نہیں دیکھے گا وہ ہمارے باغ میں ہے اگر تیری قسمت یاور ہو

(تریاق القلوب ۔ رُوحانی خزائن جلد ۱۵ صـ۱۳۲)

انتخاب از کلامِ محمود

ہمارا پیشوا ـــــ محبوبِ خدا

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
مرا دل اس نے روشن کر دیا ہے
اندھیرے گھر کا میرے وہ دِیا ہے
مرا ہر ذرّہ ہو قربانِ احمدؐ
مرے دِل کا یہی اِک مُدّعا ہے
اُسی کے عشق میں نکلے مِری جاں
کہ یادِ یار میں بھی اِک مزا ہے
مجھے اس بات پر ہے فخر محمودؔ
مرا معشوق محبُوبِ خدا ہے
محمدؐ جو ہمارا پیشوا ہے
محمدؐ جو کہ محبوبِ خدا ہے
ہو اُس کے نام پر قربان سب کچھ
کہ وہ شاہنشہِ ہر دوسرا ہے
اسی سے میرا دل پاتا ہے تسکیں
وہی آرام میری رُوح کا ہے

O

اُسوۂ حسنہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

اللہ تعالیٰ سے انتہا درجہ کی محبّت

عبادتِ نماز کی آخری اور انتہائی ارفع منزل

ایڈیٹر

(۸)

ع صادقاں را مے شناسد چشمِ یار

صدق و صفا اور عاشقانہ رنگ میں محض محبتِ الٰہی کے لئے عبادت یقیناً وصل محبوب حقیقی کا موجب بن جاتی ہے۔ عجز و انکسار اور اپنے وجود کی نفی سے عبداللہ بالآخر فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے اور خالق کے درمیان کوئی دوئی اور غیریت باقی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اس عبدِ مکرم میں اس طور سے منعکس ہو جاتی ہیں جس طرح لوہا آگ میں گرم ہو کر آگ کا رنگ اور روشنی پا لیتا ہے۔ اور آگ کی تمام تر صفات اس میں آجاتی ہیں۔ اگرچہ لوہا اپنی ذات میں آتش نہیں ہوتا۔ مگر وہ اپنی کیفیت اور خواص کے اعتبار سے آتش بن جاتا ہے۔ اسی طرح ایک کامل اور حقیقی عبادت کرنے والا فنا فی اللہ کا مقام پا کر اپنا وجود کھو دیتا ہے۔

محبّت کا انتہائی مقام:- ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کامل عجز و انکسار اور زُہد و عبادت کے باعث وہ بلند ترین مقام نصیب ہوا۔ جس کا ذکر آپؐ نے عمومیت کے رنگ میں ایک عبدِ کامل کے لئے یوں بیان فرمایا ہے کہ تہجد کے نوافل سے ایک سالکِ راہِ محبت کو کتنا ارفع مقام قرب حاصل ہوتا ہے۔ ایک روایت ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ: مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ

بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْئٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ۔“ (بخاری کتاب الرقاق باب التواضع)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے دوست سے دشمنی کی میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ میرا بندہ جتنا میرا قرب اس چیز سے جو مجھے پسند ہے اور میں نے اس پر فرض کر دی ہے حاصل کر سکتا ہے اتنا کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر سکتا۔ اور نوافل کے ذریعہ سے میرا بندہ میرے قریب ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ اور جب میں اس کو اپنی محبت کا مورد بنا لیتا ہوں، تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ یعنی میں ہی اس کا کارساز ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے پناہ چاہتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں۔

اس حدیث قدسی میں درج ذیل امور واضح ہیں:۔

اوّل: خدا تعالیٰ کے دوست کے ساتھ دشمنی اور عداوت اس ذاتِ باری کے خلاف جنگ کے مترادف ہے کیونکہ وہ اس کے دوست سے دشمنی اور مخالفت نہیں کر رہا ہو گا بلکہ وہ اللہ کے خلاف جنگ کرتا اور دشمنی رکھتا ہے۔

دوم: اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ دوستی اور محبت اس کی پسندیدہ عبادت نوافل کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔

سوم: ان نوافل کے ذریعہ جب بندہ اپنے محبوب حقیقی کے سامنے نہایت عجز و انکسار، فروتنی اور تواضع کے ساتھ رکوع و سجود کرتا ہوا دنیا و مافیہا سے الگ ہو جاتا ہے اور محض اسی کا ہو جاتا ہے تو اس عبدِ حقیقی کی تمام حرکات و سکنات اور افعال و اعمال اس کے نہیں رہتے اس محبوب حقیقی کے ہو جاتے ہیں۔ وہ اسی کی قوتوں سے سنتا، دیکھتا، پکڑتا اور چلتا ہے۔ گویا تمام اعمال اسی سے صادر ہوتے ہیں۔

چہارم: اس قرب کی انتہا یہاں تک ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا کارساز اور وکیل بن جاتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔

پنجم: وہ عبدِ کامل جب اس سے مانگتا ہے تو وہ اس کو دیتا ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر وہ اللہ تعالیٰ کی کفالت میں آجاتا ہے۔

ششم:- دنیوی طاقتیں عبدِ کامل کی مخالف ہوتی ہیں۔ مگر وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجاتا ہے اور کوئی اسے گزند نہیں پہنچا سکتا۔

محبت کا یہ اعلیٰ مقام اس عبدِ کامل حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا۔ قرآن کریم نے آپؐ کا یہ مقامِ محبت و عظمت یوں بیان کیا:-

"وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى" (سورہ انفال آیت ۱۸)

یعنی یہ کنکروں کی مٹھی تُو نے نہیں پھینکی تھی بلکہ تیرے خدا نے پھینکی تھی۔

نیز فرمایا:-

"إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ"
(سورۃ فتح آیت ۱۱)

یقیناً جو لوگ تیری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے اُوپر ہے۔

محبت الٰہی کی یہ وہ اعلیٰ درجہ کی کیفیت ہے جو اور کسی کو نہیں ملی۔ اور یہی وہ رفعت و عظمت ہے جسے واقعہ معراج میں مقامِ دَنیٰ نے ظاہر کیا۔ اور یوں آپؐ کی ساری حیاتِ مقدّسہ سے خدا نظر آتا ہے اور اسی کی تائید و نصرت کے نظارے دیکھنے میں آتے ہیں۔ چنانچہ اسی کی ایک مثال دورِ آخرین میں آپؐ کا رُوحانی فرزند اور امام الزّمان کا وجود ہے جسے آپؐ کی ہی کامل اطاعت اور پیروی میں فیضانِ محبتِ الٰہی ملا۔ اور اس محبت پر آپ کو بجا طور پر ناز تھا۔ چنانچہ آپؑ نے فرمایا:-

سَر سے لے کر پاؤں تک وہ یار ہے مجھ میں نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار
جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روباہِ زار و نزار

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ...... اپنے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس انتہائی

مقامِ محبت کے بارہ میں فرماتے ہیں :۔

"..... ایک نہایت افروختہ شعلہ محبت الٰہی کا انسانی محبت کے مستعد فتیلے پر پڑ کر اس کو افروختہ کر دیتا ہے۔ اور اس کے تمام اجزاء اور تمام رگ و ریشہ پر استیلاء پکڑ کر اپنے وجود کا اتم اور اکمل مظہر اس کو بنا دیتا ہے۔ اور اس حالت میں آتشِ محبتِ الٰہی لوحِ قلبِ انسان کو نہ صرف ایک چمک بخشتی ہے بلکہ معاً اس چمک کے ساتھ تمام وجود بھڑک اٹھتا ہے اور اس کی لوئیں اور شعلے ارد گرد کو روزِ روشن کی طرح روشن کر دیتے ہیں اور کسی قسم کی تاریکی باقی نہیں رہتی۔ اور پورے طور پر تمام صفاتِ کاملہ کے ساتھ وہ سارا وجود آگ ہی آگ بن جاتا ہے۔ اور یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑے سے پیدا ہو جاتی ہے اس کو رُوحِ امین کے نام سے بولتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہر ایک تاریکی سے امن بخشتی ہے اور ہر ایک غبار سے خالی ہے۔ اور اس کا نام شدید القویٰ بھی ہے۔ کیونکہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصور نہیں۔ اور اس کا نام ذوالافق الاعلیٰ بھی ہے۔ کیونکہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلّی ہے اور اس کو رَاٰی مَارَاٰی کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے اور یہ کیفیت دنیا میں صرف ایک ہی انسان کو ملی ہے جو انسانِ کامل ہے۔ جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے اور دائرہ استعداداتِ بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے۔ اور وہ درحقیقت پیدائش الٰہی کے خطِ ممتد کی طرف کا آخری نقطہ ہے جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے حکمتِ الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خلقت سے اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔"

(توضیحِ مرام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۶۳-۶۴)

آپ کی دعاؤں سے محبّتِ الٰہی کے آثار

اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہا درجہ کی محبت کے آثار و شواہد آپ کی سوز و گداز سے معمور دعاؤں سے بھی ظاہر ہوتے ہیں آپکی

عبادات اور معمولاتِ زندگی کا لمحہ لمحہ ان دعاؤں سے سجا ہوا ہے اور ان دعاؤں کے ایک ایک لفظ سے بے پناہ محبت کا جذبہ نظر آتا ہے۔

ایک عظیم الشان دعا ۔ سورۃ فاتحہ :-

تاریکیٔ شب ہو یا دن کی روشنی۔ آپ گھر میں مقیم ہوں یا سفر پہ روانہ ہوں، تنہائی ہو یا مجالس میں۔ زندگی کا کوئی بھی لمحہ ایسا نہیں جب سورۃ فاتحہ کی عظیم الشان دعا آپ کے وردِ زبان نہ ہو۔ آپ نے تو دعا کے آداب کے لئے بھی اس بنیادی دعا کو نہ صرف ضروری قرار دیا۔ بلکہ اپنے لئے بھی معمول بنایا۔ کیا عجیب اور حسین دعا ہے ۔ خالقِ کائنات اور ربّ العالمین جو احکم الحاکمین ہے اس کی اعلیٰ صفات کو ذہن و قلب پر مستولی کر کے اس کی حمد سے آغاز کیا گیا۔ پھر اپنی عبودیت اور خاکساری اور عجز کو سامنے رکھتے ہوئے اس سے مدد چاہی گئی۔ تمام اسباب و علل کے بُتوں کو بھی پارہ پارہ کر کے اسی کے دامن کو پکڑا ۔ پھر عظیم الشان دعا صراطِ مستقیم کے لئے کی گئی۔ جس سے بڑھ کر اور کوئی انعام نہیں اور اس دعا کے لئے ان انعامات کو پیشِ نظر رکھا گیا۔ اس دعا کو پہلی قوموں نے رشک کی نگاہ سے دیکھا۔ پھر اس دعا کے ذریعہ پہلی قوموں کے بدانجام کو موجبِ عبرت قرار دے کر اس سے محفوظ رہنے کا سبق سکھایا۔ اس سبع المثانی دعا کو آپؐ کتنے درد سے بہتے ہوئے آنسوؤں اور بریاں دل کے ساتھ کیا کرتے ۔ یہ حصولِ محبت کی دعا آپؐ کے اسوۂ مبارکہ کا ہی خاصہ تھا۔

حُسنِ عبادت اور دعا کے آداب :-

عبادت اور دعا کا احسن طریق جو اللہ تعالیٰ کے قرب و محبت عطا کرنے کا موجب بنتا ہے اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طریق بیان فرمائے اور اپنے اعمال میں بھی اس حُسن کو قائم رکھا۔ قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق

"قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۔"　　(سورۃ فرقان　آیت ۷۸)

تُو کہہ دے میرے رب کو تمہاری کیا پرواہ ہے اگر تمہاری پکار نہ ہو۔

آپ نے یہ سبق دیا کہ زندگی کے ہر موقعہ پہ دعا کو مقدّم کیا جائے۔ آپ نے عبادت میں بھی دعا کو لازم قرار دیا۔ فرمایا

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ ۔

دعا عبادت کا مغز ہے۔ یعنی دعا کے بغیر عبادت چھلکا قرار پائے گی۔ جو بے مقصد ہوگی۔ یہ وہ عبادت کا حُسن ہے جس سے آپ کی عبادات سجی نظر آتی ہیں۔

اس کے ساتھ ہی آپ نے دعا کے آداب کا بھی خیال رکھا کہ کس طرح دعائیں مقبول اور حصولِ محبت کا موجب ہوں گی۔

۱۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّہٖ وَھُوَ سَاجِدٌ فَاَکْثِرُوا الدُّعَآءَ ۔" (مسلم کتاب الصلوٰۃ)

یعنی انسان اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہو۔ اس لئے سجدہ میں بہت دعا کرو۔

یہاں دعا کا طریق بتایا کہ سب سے زیادہ عجز و انکسار کا مقام سجدہ کا ہے جو اللہ اور اس کے بندے کو قریب تر کر دیتا ہے۔ پس اس موقعہ پر دعا کثرت سے کرو۔ (نہ کہ دعا کے موقعہ کو چھوڑ کر عبادت کے بعد ہاتھ اٹھائے جائیں)

۲۔ آپؐ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو دعا کرتے وقت ایک خزانہ کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:۔

اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی کَنْزٍ مِنْ کُنُوْزِ الْجَنَّۃِ فَقُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔" (بخاری کتاب الدعوۃ)

کیا میں تجھے جنّت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ضرور بتائیے۔ آپؐ نے فرمایا لاحول پڑھا کرو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ مجھ میں (برائیوں سے بچنے کی) طاقت ہے اور نہ (نیکیوں کے کرنے کی) قوّت ہے۔

۳۔ ایک اور روایت میں حضرت عبداللہ بن خبیبؓ سے مذکور ہے۔

قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِقْرَأْ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَیْنِ حِیْنَ تُمْسِیْ وَحِیْنَ تُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَکْفِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْئٍ ۔" (ابوداؤد کتاب الادب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تم سورۃ اخلاص اور بعد کی دو سورتیں صبح و شام تین بار پڑھا کرو۔ یہ ذکر تجھے ہر چیز سے بے نیاز کر دے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری تمام ضرورتوں کا متکفل ہو جائیگا۔

۴۔ دعا کے بارہ میں آپؐ نے صحابہ کو یہ ہدایت بھی فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہوئے میانہ روی اختیار کرو۔

اِنَّکُمْ لَسْتُمْ تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّکُمْ تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا قَرِیْبًا

وَهُوَ مَعَكُمْ ۔" (مسلم کتاب الذکر استحباب خفض الصوت بالذکر)

فرمایا۔ نہ تو تم کسی بہرے کو بلا رہے ہو اور نہ ہی کسی ایسے کو جو موجود نہ ہو۔ تم ایسی ہستی کی بڑائی بیان کر رہے ہو جو سمیع ہے۔ تم سے قریب ہے اور تمہارے ساتھ ہے۔

۵۔ حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ اِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ اِلَيْهِ يَدَيْهِ اَنْ يَّرُدَّ هُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ ۔" (ترمذی کتاب الدعوات)

اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا، بڑا کریم اور سخی ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے۔ یعنی صدقِ دل سے مانگی ہوئی دعا کو وہ ردّ نہیں کرتا۔ بلکہ قبول کر لیتا ہے۔

۶۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"سَلُوا اللّٰهَ بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْأَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا فَاِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِهَا وُجُوْهَكُمْ ۔" (ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء)

کہ جب اللہ تعالیٰ سے مانگو تو ہاتھ کی ہتھیلیاں سامنے پھیلا کر مانگو۔ ہاتھوں کو الٹا کر کے نہ مانگو اور جب تم دعا کر کے فارغ ہو جاؤ تو دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لو۔

۷۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّسْتَجِيْبَ اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَ الْكُرَبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ ۔" (ترمذی ابواب الدعوات)

یعنی جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکالیف کے وقت اس کی دعا قبول کرے تو اسے چاہیئے کہ وہ فراخی اور آرام کے وقت بکثرت دعا کرے۔

ان آدابِ دعا کا مقصد اللہ تعالیٰ کے حضور دعا و التجاء کرتے وقت احسن طریق کا اختیار کرنا ہے۔ جس سے وہ مجیب الدعوات خدا اپنے بندے کی دعائیں قبول کرے اور اسے اپنی محبت اور قرب کا مقام دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات اور معمولات میں پُر سوز دعائیں:۔

دعا کے آداب اور طریق کے ساتھ یہاں چند ان دعاؤں کا ذکر کرنا ضروری ہے جو نہایت اہم اور انقلاب آفریں ہونے کے ساتھ

محبت الٰہی حاصل کرنے کا موجب ہیں۔

○ نماز کے بعد کی ایک اہم دعا:۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوۃِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔"

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیر دیتے تو یہ ذکر کرتے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہی بادشاہ ہے۔ وہ حمد و ثنا کا مستحق ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔ اے میرے اللہ جو تو دے اُسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو تو روکے اُسے کوئی دے نہیں سکتا۔ کسی مالدار اور طاقتور کو اس کا مال اور اس کی طاقت تجھ سے نہیں بچا سکیں گے۔ اور نہ ہی کوئی فائدہ دے سکیں گے۔

○ صبح و شام تین بار دعا:۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَا مِنْ عَبْدٍ یَقُوْلُ فِیْ صَبَاحِ کُلِّ یَوْمٍ وَمَسَآءِ کُلِّ لَیْلَۃٍ: بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اِلَّا لَمْ یَضُرَّہٗ شَیْئٌ۔"

(ترمذی کتاب الدعوات باب فی الدعاء اذا اصبح)

جو شخص روزانہ صبح و شام تین بار یہ دعا مانگتا ہے کہ میں اس اللہ تعالیٰ کے نام کی مدد چاہتا ہوں جس کے نام کے ہوتے ہوئے زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ وہ دعاؤں کو سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔

○ اطاعت و یقین کے حصول اور ابتلاؤں سے بچنے کی جامع دعا:۔

حضرت ابن عمرؓ

بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس سے اُٹھتے تو آپ یہ دعائیں کرتے :۔

"اَللّٰھُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِکَ مَا یَحُوْلُ بِہٖ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَعَاصِیْکَ وَمِنْ طَاعَتِکَ مَا تُبَلِّغُنَا بِہٖ جَنَّتَکَ وَمِنَ الْیَقِیْنِ مَا تُھَوِّنُ بِہٖ عَلَیْنَا مَصَائِبَ الدُّنْیَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْیَیْتَنَا وَاجْعَلْہُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِیْ دِیْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَا یَرْحَمُنَا۔"

(ترمذی کتاب الدعوات فی جامع الدعوات)

اے اللہ تو ہمیں اپنا خوف و خشیت عطا کر جسے تو ہمارے اور گناہوں کے درمیان روک بنا دے اور ہم سے تیری نافرمانی سرزد نہ ہو۔ اور ہمیں اطاعت کا وہ مقام عطا کر جس کی وجہ سے تو ہمیں جنّت میں پہنچا دے اور اتنا یقین بخش دے کہ جس کی وجہ سے دنیا کے مصائب تو ہم پر آسان کر دے۔ اے میرے اللہ ہمیں اپنے کانوں، اپنی آنکھوں اور اپنی طاقتوں سے زندگی بھر صحیح طور پر فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے۔ اور ہمیں بھلائی کا وارث بنا۔ اور جو ہم پر ظلم کرے اس سے تو ہمارا انتقام لے۔ اور جو ہم سے دشمنی رکھتا ہے اس کے برخلاف ہماری مدد فرما۔ اور دین میں کسی ابتلاء کے آنے سے بچا۔ اور ایسا کر کہ دنیا ہمارا سب سے بڑا غم اور فکر نہ ہو اور نہ یہ دنیا ہمارا مبلغ علم ہو یعنی ہمارے علم کی پہنچ صرف دنیا تک ہی محدود نہ ہو اور ایسے شخص کو ہم پر مسلّط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے۔

○ گھر سے نکلنے اور گمراہی سے بچنے کی دعا:۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے :۔

"بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ، اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ۔"

(ابوداؤد کتاب الادب مایقول الرجل اذا خرج من بیتہٖ)

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتا ہوں۔ اے میرے اللہ! مَیں گمراہ ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اسی طرح گمراہ کئے جانے سے بھی۔ پھسلنے اور پھسلائے جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ظالم اور مظلوم بننے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے بھی کہ مَیں کسی سے

جہالت کے ساتھ پیش آؤں اور اس پر زیادتی کروں یا مجھ سے کوئی جہالت و زیادتی کا ناروا سلوک کرے ۔

○ تقویٰ اور عفت کی دعا :۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :۔

"اِنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْاَلُکَ الْھُدٰی وَ التُّقٰی وَ الْعَفَافَ وَ الْغِنٰی"

(مسلم کتاب الذکر باب التعوذ من شر ما عمل)

آپؐ دعا کیا کرتے ۔ اے میرے اللہ ! مَیں تجھ سے ہدایت طلب کرتا ہوں ۔ تقویٰ اور عفت مانگتا ہوں مجھے فارغ البالی عطا کر اور ہر دوسرے سے بے نیاز کر دے ۔

○ خیر اور بھلائی کی دُعا :۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں :۔

"اِذَا عَصِفَتِ الرِّیْحُ قَالَ : اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْاَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَخَیْرَ مَآ اُرْسِلَتْ بِهٖ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَ شَرِّ مَا فِیْھَا وَ شَرِّ مَآ اُرْسِلَتْ بِهٖ"

(مسلم کتاب العیدین باب التعوذ عند رویۃ الریح)

جب آندھی آتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کرتے ۔ اے میرے اللہ ! تجھ سے اس آندھی کی خیر چاہتا ہوں ۔ اور وہ بھلائی چاہتا ہوں جو اس میں ہے اور جس کے لئے اس کو بھیجا گیا ہے ۔ اور مَیں تجھ سے اس آندھی کے شر سے پناہ چاہتا ہوں اور اس نقصان سے پناہ چاہتا ہوں جو اس میں مخفی ہے اور جن شر انگیز اور نقصان دہ حالات کے لئے اسے بھیجا گیا ہے اس سے بھی پناہ چاہتا ہوں ۔

استغفار ذکر الٰہی تو سیدنا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا ۔ صبح بھی شام بھی رات کی تاریکی میں بھی اور دن کی روشنی میں بھی اور پھر تخلیق کائنات اور نعماء ربّ کریم پر غور و فکر اور تدبّر بھی آپؐ کے معمولات میں سے تھے ۔

یہاں پر سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض اہم دعاؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے ورنہ دعاؤں کا یہ طویل مضمون آپؐ کی زندگی کے ایک ایک لمحہ پر پھیلا ہوا ہے ۔ سوتے ہوئے جاگتے ہوئے رفع حاجت کے لئے جاتے ہوئے اور فراغت کے بعد ۔ وضو اور اذان کے بعد ۔ مسجد میں داخل ہوتے

باقی صفحہ ۲۱ پر

فیض ساقئ کوثر

اللہ رے فیض ساقئ کوثر سرشت کا
اُمّت پہ جس نے کھول دیا در بہشت کا

کایا پلٹ کے رکھ دی ہر اک بد نہاد کی
چولا بدل کے رکھ دیا ہر بد سرشت کا

مومن بنایا مُشرک و آتش پرست کو
قبلہ درست کر دیا دیر و کنشت کا

سمجھا دیا حضورؐ نے انجام خیر و شر
بتلایا فرق آپؐ نے خوب اور زشت کا

مہکے ہیں باغِ سیرۃِ خیر البشرؐ کے پھول
نقشہ جما ہوا ہے نظر میں بہشت کا

طائف کی سرزمین نے دیکھا یہ ماجرا
بدلہ دعائے خیر تھا ہر سنگ و خشت کا

کی جس نے دل سے طاعتِ محبوبِ کبریا
دوزخ کا خوف اس کو نہ ارماں بہشت کا

رکھا ہے جس نے پیشِ نظر اُسوۂ رسولؐ
طالب کبھی نہ ہوگا وہ دنیائے زشت کا

آنکھیں ہوئی ہیں اشکِ ندامت سے ہمکنار
عنوان مغفرت ہے مری سرنوشت کا

مَیں ہوں غلامِ شافعِ روزِ جزا سلیمؔ
کیا خوف ہو مجھے مرے اعمالِ زشت کا

سلیمؔ شاہجہانپوری

ماہر امراض چشم (میجر جنرل ریٹائرڈ) ڈاکٹر نسیم احمد صاحب کی وفات پر تعزیت و دعا

محترم عبدالمجید صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کراچی نے تحریر کیا ہے کہ پاکستان کے نامور ماہر امراض چشم میجر جنرل (ریٹائرڈ) ڈاکٹر نسیم احمد صاحب راولپنڈی کی .... اچانک (حرکت قلب بند ہو جانے سے) وفات پر ایک تعزیتی قرارداد میں جماعت احمدیہ کراچی نے تعزیت کا اظہار کیا ہے۔ موصوف ڈاکٹر عبداللہ خاں صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ کے فرزند اور محترم میاں بشیر احمد صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی کے چھوٹے بھائی تھے۔ موصوف اپنے حُسنِ اخلاق سے ہر طبقہ میں ہر دلعزیز تھے۔ خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار بلا امتیاز امیر و غریب سے حُسنِ سلوک کرتے۔ وقفِ عارضی کی تحریک پر متعدد بار فضل عمر ہسپتال ربوہ اور مغربی افریقہ میں نمایاں خدمات سرانجام دینے کی توفیق پائی۔ آپ کو حُسنِ کارکردگی کے باعث حکومت کی طرف سے ہلالِ امتیاز بھی دیا گیا۔ نیز وفات سے قبل گولڈ میڈل بھی دیا گیا۔

آپکی اس اچانک وفات اور قومی المیہ پر جماعت احمدیہ کراچی ڈاکٹر صاحب مرحوم کی بیگم بچوں اور جملہ لواحقین سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل دے۔ ادارہ بھی ڈاکٹر صاحب کے لواحقین سے تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔

تاریخِ احمدیت

جماعت احمدیہ میں

"قدرت ثانیہ" کا ظہور — ۲۷ مئی کا تاریخی دن

محترم ابوفراز صاحب

تاریخ انبیاء سے یہ شہادت ملتی ہے کہ ماموریں و مرسلین کی غرض یہ نہیں ہوتی کہ وہ دنیا میں تنہا آواز دے کر چلے جاویں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ دنیا میں ایک تغیّر اور انقلاب پیدا ہو۔ چونکہ بشری تقاضوں کے مطابق ان کی عمر محدود ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ان سے تخم ریزی کا کام لیتا ہے اور اس مشن کو انجام اور تکمیل تک پہنچانے کے لئے ان کے جانشین قائم فرماتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ ..... کی آمد کا مقصد دین حق کا احیاء و اشاعت اور ایک عظیم الشان تغیّر لانا تھا۔ آپ کا یہ دعویٰ مستقبل میں ایک حقیقت بن کر اُبھرا کہ

"مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھُولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۶۷)

قدرت ثانیہ کے ظہور کی پیشگوئی :۔

سُنّت اللہ کے مطابق حضرت مسیح موعود..... کو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ آپ کے بعد آپ کے جانشین ان عظیم مقاصد کو پورا کریں گے جن کے لئے آپ کو بھیجا گیا۔ چنانچہ ۱۹۰۵ء میں آپ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر نظامِ قدرتِ ثانیہ کی پیشگوئی فرمائی۔

"خدا تعالیٰ کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ .... وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا کچھ میرے ہاتھ سے کچھ میرے بعد۔ یہ خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے اور جب سے اس نے زمین کو پیدا کیا ہمیشہ اس سُنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے

نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے ..... اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر ...... ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھلاتا ہے ......

سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ **خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھاتا ہے** تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھائے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی اس قدیم سُنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے (یعنی اپنے قربِ وفات کی خبر) غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے **دوسری قدرت** کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ **وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا**۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا **براہین احمدیہ** میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ **خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا**۔ سو ضرور ہے کہ تم پر **میری جُدائی کا دن آئے تا بعد اس کے وہ دن آئے جو دائمی وعدہ کا دن ہے** .... میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔"

(رسالہ الوصیت۔ رُوحانی خزائن ۲۰ جلد ص۳۰۵)

آپ نے رسالہ الوصیت میں اپنی وفات کے بارہ میں بھی متعدد الہامات کا ذکر فرمایا تھا۔ جس کا اشارہ "قدرتِ ثانیہ" کے ظہور کی پیشگوئی میں فرمایا ہے۔ اس طرح جماعت کی ترقی کو قدرتِ ثانیہ کے ساتھ وابستہ قرار دے کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دائمی کفالت کا وعدہ دے دیا۔ اور اس نظام کے قیام کا انحصار جہاں خدا کی مخفی تقدیر اور تصرّفِ خاص قرار دیا۔ اسے اپنی عنایات و برکات کا موجب بھی بتایا۔

حضرت اقدس ..... کا سفرِ لاہور اور مصروفیات:۔

۲۹۔ اپریل ۱۹۰۸ء کو آپ لاہور تشریف لے گئے۔ لاہور قیام کے دوران ۹۔ مئی ۱۹۰۸ء کو الہام ہوا۔

"اَلرَّحِیْلُ ثُمَّ الرَّحِیْلُ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَحْمِلُ کُلَّ حِمْلٍ۔ یعنی کُوچ اور پھر کُوچ۔ اللہ تعالیٰ سارا بوجھ خود اُٹھائے گا۔" (سلسلہ احمدیہ ص۱۷۸)

یہ الہام آپ کی وفات کی طرف صریح اشارہ تھا۔ مگر آپ نہایت استقلال سے اپنے کاموں میں لگے رہے اور کوئی گھبراہٹ محسوس نہ کی۔ چنانچہ معمول کے مطابق دعوت حق کا سلسلہ جاری رہا۔ ۱۷ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور کے رؤساء کو دعوت دی گئی۔ اس دن باوجود بیماری کے آپ نے ایک لمبی تقریر کی۔ جو حاضرین نے محبت اور شوق سے سُنی۔ اس طرح اس طبقہ کو بھی پیغام حق پہنچا دیا گیا۔ اس تقریر سے پہلی رات آپ کو الہام ہوا۔

"مکن تکیہ بر عمرِ ناپائیدار یعنی اس گذرنے والی عمر پر بھروسہ نہ کر۔" (سلسلہ احمدیہ ص۱۷۹)

اسی موقعہ پر بعض لوگوں کی تحریک پر ایک پبلک لیکچر کی بھی تجویز کی گئی۔ حضرت مسیح موعود ..... نے اس کے لئے "پیغامِ صلح" کا عنوان پسند فرمایا۔ چنانچہ اس کی تصنیف شروع فرما دی۔

آپ کی وفات کے بارہ میں آخری الہام اور وصالِ اکبر:۔

حضرت اقدس ...... پیغامِ صلح کی تصنیف میں مصروف تھے کہ ۲۰۔ مئی ۱۹۰۸ء کو الہام ہوا۔

"اَلرَّحِیْلُ ثُمَّ الرَّحِیْلُ وَالْمَوْتُ قَرِیْبٌ۔ یعنی کُوچ کا وقت آگیا ہے۔ کُوچ کا وقت آگیا ہے اور موت قریب ہے۔"

(سلسلہ احمدیہ ص۱۸۱)

یہ الہام نہایت واضح تھا کہ اب مقدر وقت قریب آگیا ہے۔ مگر آپ بدستور پیغام صلح لکھنے میں مصروف رہے۔ ۲۵۔ مئی کی شام کو آپ نے اس مضمون کو مکمل کر کے کاتب کے سپرد کر دیا۔ شام کے وقت آپ سیر کو نکلے اور چند میل تفریح کے بعد واپس لوٹے۔ اس وقت آپ کو کوئی خاص بیماری نہ تھی البتہ مسلسل مضمون لکھنے کی وجہ سے ضعف تھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ..... اس وقت کی جو کیفیت تھی اس بارہ میں لکھتے ہیں:۔

"..... مضمون لکھنے کی وجہ سے کسی قدر ضعف تھا۔ اور غالباً آنے والے حادثہ کے مخفی اثر کے

ماتحت ایک گونہ ربودگی اور انقطاع کی کیفیت طاری تھی۔"
(سلسلہ احمدیہ صہ ۱۸۲)

اسی شب ۱۱ بجے کے بعد دوبار۔ آپ کو اسہال آئے۔ دوسری مرتبہ زیادہ ضعف کے آثار تھے۔ آپ نے جان لیا کہ اب وقتِ مقدر آن پہنچا ہے۔ آپ نے حضرت حکیم مولانا نورالدین .... اور چند دیگر رفقائے کبار کو بلوایا۔ اس وقت ضعف بہت بڑھ گیا تھا۔ زبان اور گلا خشک تھے۔ بولنے میں تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب..... فرماتے ہیں:
"صبح کی نماز کا وقت ہوا تو اس وقت جبکہ خاکسار مؤلف بھی پاس کھڑا تھا۔ نحیف آواز میں دریافت فرمایا۔ کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ ایک خادم نے عرض کیا۔ ہاں حضور ہو گیا ہے۔ اس پر آپ نے بستر کے ساتھ دونوں ہاتھ تیمم کے رنگ میں چھو کر لیٹے لیٹے ہی نماز کی نیت باندھی۔ مگر اسی دوران بے ہوشی کی حالت ہو گئی۔ جب ذرا ہوش آیا تو پھر پوچھا "کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے"؟ عرض کیا گیا ہاں حضور ہو گیا ہے۔ پھر دوبارہ نیت باندھی اور لیٹے لیٹے نماز ادا کی اس کے بعد نیم بے ہوشی کی کیفیت طاری رہی مگر جب کبھی ہوش آتا تھا..... الفاظ "اللہ میرے پیارے اللہ" سنائی دیتے تھے۔"
(سلسلہ احمدیہ صہ ۱۸۳)

روایت کے مطابق دس بجے صبح کے قریب آپ کی نزع کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ آخر ساڑھے دس بجے کے قریب حضرت مسیح موعود..... نے دو لمبے لمبے سانس لئے اور آپ کی روح اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملی۔

جماعت کے ذہن اس اچانک صدمۂ وفات کو برداشت کرنے کے لئے آمادہ نہ تھے۔ کیونکہ مختصر مرض کے باعث وفات اچانک واقع ہوئی تھی۔ جب لاہور اور بیرونی مقامات میں اچانک آپ کے وصال کی خبر پہنچی تو اس خبر نے جماعت کو غم سے دیوانہ کر دیا۔ ہر دل غم سے نڈھال اور ہر آنکھ اشکبار تھی۔ وہ پیارا امام محبوب آقا۔ آنکھوں کا نور اور زندگی کا سہارا تھا جو اپنے عشاق سے رخصت ہو گیا۔

۲۷ مئی قدرتِ ثانیہ کا ظہور:-

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ۳ بجے بعد دوپہر لاہور میں حضرت حکیم مولانا نورالدین .... نے احباب جماعت کے ساتھ جنازہ ادا کیا۔ جنازہ رات کو بذریعہ ریل بٹالہ پہنچا اور ۲۷ مئی صبح کی نماز کے قریب احباب آپ کا جسدِ اطہر کاندھوں پر اٹھائے قادیان پہنچے۔ آپ کا جنازہ اس باغ میں رکھا گیا جو بہشتی مقبرہ کے ساتھ ہے۔ محبوب آقا کے جسدِ اطہر

کی زیارت کے بعد حضرت حکیم مولانا نورالدین ...... کو قادیان اور بیرونی مقامات سے آئے ہوئے قریباً بارہ سو احمدیوں کی موجودگی میں "قدرتِ ثانیہ" کے "مظہر اوّل" کے طور پر منتخب کیا گیا اور آپ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئی۔ بیعت کے اس نظارہ کے بارہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد .... فرماتے ہیں :-

"...... بیعت کا نظارہ نہایت ایمان پرور تھا۔ اور لوگ اس بیعت کے لئے یوں ٹوٹے پڑتے تھے جس طرح ایک مدّت کا پیاسا پانی کو دیکھ کر لپکتا ہے۔ ان کے دل غم و حزن سے چور چور تھے۔ کہ ان کا پیارا آقا اُن سے جُدا ہو گیا ہے۔ مگر دوسری طرف ان کے ماتھے خدا کے آگے شُکر کے جذبات کے ساتھ سر بسجود تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق انہیں پھر ایک ہاتھ پر جمع کر دیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود ...... کی بتائی ہوئی پیشگوئی پوری ہوئی کہ

"میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے۔ جو خدا کی دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔" (سلسلہ احمدیہ صٓ۱۸۷)

بیعت کے بعد حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل ..... نے تمام حاضرین کے ساتھ حضرت مسیح موعود .... کی نماز جنازہ ادا کی۔ اور آپ کے جسدِ مبارک کو بہشتی مقبرہ کے ایک حصّہ میں دفن کیا گیا۔ اور آپ کے مزار مبارک پر آخری دعا ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ..... کا پہلا خطاب :-

بیعت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ..... نے ایک نہایت پُر معارف اور رُوح پرور خطاب فرمایا :-

"مَیں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جو ابدی اور ازلی ہمارا خدا ہے۔ ہر ایک نبی جو دنیا میں آتا ہے اس کا ایک کام ہوتا ہے۔ جو کر تا ہے۔ جب ہو چکتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو بُلا لیتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی نسبت یہ بات مشہور ہے کہ وہ ابھی بلادِ شام میں نہیں پہنچے تھے کہ رستہ ہی میں فوت ہو گئے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر و کسریٰ کی کنجیوں کا ذکر فرمایا کہ مجھے دی گئی ہیں۔ مگر آپؐ نے وہ کنجیاں (چابیاں) نہ دیکھیں۔ کہ چل دیئے۔ ایسی باتوں میں اللہ تعالیٰ کے مخفی اسرار ہوتے ہیں۔ یہاں بھی بہت سے لوگ تعجّب کریں گے۔ کئی پیشگوئیاں کی تھیں وہ ابھی پوری نہیں ہوئیں۔ میرے خیال میں یہ

اللہ کی سنّت ہے کہ وہ بتدریج کام کرتا ہے اور پھر جسے مخاطب کرتا ہے۔ کبھی اس سے مراد اس کا مثیل بھی ہوتا ہے .....'' اس کے بعد فرمایا :۔

''میری پچھلی زندگی پر غور کرلو۔ میں کبھی امام بننے کا خواہشمند نہیں ہوا۔ مولوی عبدالکریم ..... امام الصلوٰۃ بنے تو مَیں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔ مَیں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا ربّ مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے۔ مَیں دنیا میں ظاہرداری کا خواہشمند نہیں۔ مَیں ہرگز ایسی باتوں کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہوجائے۔ اس خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں۔ قادیان بھی اسی لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔ مَیں نے اس فکر میں کئی دن گذارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہوگی۔ اسی لئے مَیں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں (یعنی صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب۔ میر ناصر نواب صاحب ..... نواب محمد علی خانصاحب ..... ناقل) ..... اس وقت مردوں۔ بچوں۔ عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں۔ اور اس وحدت کے لئے ان بزرگوں میں سے کسی کی بیعت کرلو۔ مَیں تمہارے ساتھ ہوں۔ مَیں خود ضعیف ہوں۔ بیمار رہتا ہوں۔ پھر طبیعت مناسب نہیں۔ اتنا بڑا کام آسان نہیں..... پس مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جن عمائید کا نام لیا ہے۔ ان میں سے کوئی منتخب کرلو۔ مَیں تمہارے ساتھ بیعت کرنے کو تیار ہوں۔ اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو بیعت بک جانے کا نام ہے۔ ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارۃً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا۔ سو اس کے بعد میری ساری عزّت اور میرا سارا خیال انہی سے وابستہ ہوگیا۔ اور مَیں نے کبھی وطن کا خیال ..... تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حرّیت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے .....''

آخر میں آپ نے ارشاد فرمایا :۔

''اب تمہاری طبیعتوں کے رُخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی۔ اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو مَیں طوعاً و کرہاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔ وہ بیعت کے دس

شرائط بدستور قائم ہیں۔ ان میں خصوصیت سے میں قرآن کو سیکھنے اور (تزکیہ اموال) کا انتظام کرنے، واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے شامل کرتا ہوں۔ پھر تعلیم دینیات۔ دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی۔ اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں جس نے فرمایا۔ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ۔ یاد رکھو ساری خوبیاں وحدت میں ہیں۔ جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مرچکی ہے"

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد چہارم ص۱۹۶ تا ص۱۹۸)

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ..... کی تحریرات رسالہ الوصیت کے مطابق پیشگوئی پوری ہوئی کہ

"تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا..... میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں۔ میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے"۔ (الوصیّت)

پس ۲۷۔ مئی ۱۹۰۸ء کو "قدرتِ ثانیہ" کا ظہور ہوا۔ جو نہایت ہی مبارک اور دائمی ہے۔ جس کے ساتھ غلبۂ دینِ حق مقدّر ہو چکا ہے۔ اور جو تخم ریزی حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ..... کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی وہ اس مبارک نظام کے ذریعہ پروان چڑھے گی اور اس شجرۂ طیبہ کی شاخیں تمام دنیا پر محیط ہو جائیں گی۔

اولاد کو وقف کرنے والے والدین کیلئے ضروری اعلان

احباب جماعت میں سے ایسے والدین جن کے بچے خدمت دین کیلئے "وقف اولاد" کے تحت وقف ہیں اور یہ بچے اس سال میٹرک کا امتحان دے چکے ہیں۔ وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو اطلاع دیں۔ تاکہ ان کے وقف اور آئندہ پروگرام کے بارہ میں ان بچوں سے براہ راست بھی خط و کتابت کی جاسکے۔ اس بارہ میں وکالت دیوان کی سابقہ چٹھی کے نمبر اور تاریخ کا حوالہ ضرور دیں۔ نیز اطلاع دیں کہ میٹرک کے بعد کیا ارادہ ہے۔

۲۔ بچے قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا سیکھیں۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہیں۔ دینی معلومات اور معلوماتِ عامہ بہتر بنائیں۔ میٹرک کا امتحان دینے کے بعد خدام الاحمدیہ کی مرکزی تربیتی کلاس ربوہ میں شامل ہوں۔ نیز میٹرک کے امتحان کے نتیجہ کی اطلاع دیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید۔ ربوہ)

دَورِ نَو

احمدیّت کی صدا ہے ترجمانِ دَورِ نَو
ہے زبانِ حضرتِ مہدی زبانِ دَورِ نَو
اَب چمن مُرجھائے کیونکر حال و اِستقبال کا؟
جب مسیحائے زماں ہے باغبانِ دَورِ نَو
ہاں رہِ تجدید پر چلنے لگا ہے قافلہ
منزلوں کو ہے تلاشِ کاروانِ دَورِ نَو
آرہے ہیں صف بہ صف طیُورِ صحراو چمن
ہَے حصارِ احمدیّت آشیانِ دَورِ نَو
ہاتھ میں احمد کے ہے تارہ تری تقدیر کا
ہاتھ اُس کے ہاتھ میں دے، اَے جہانِ دَورِ نَو
کِس کی شمشیرِ نگہ سے راہزنوں پر کپکپی؟
حضرتِ طاہر ہے میرِ کاروانِ دَورِ نَو
میرزا "حارث" ہے جس کی باغبانی کیلئے
احمدیّت چیز کیا ہے؟ گلستانِ دَورِ نَو
طالبانِ امن کو آغوشِ مادر کی طرح
قادیاں لاریب ہے دارالامانِ دَورِ نَو
بانٹتا ہے مائدہ اقوامِ شرق و غرب میں
میرزا طاہر ہے گویا میزبانِ دَورِ نَو

عبدالسلام اسلام

مبارک وہ جو اب ایمان لایا

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ..... کے ایک مخلص رفیق
حضرت حاجی غلام احمد صاحب ..... آف کریام

محترم چوہدری احمد دین صاحب ۔ فیصل آباد

حضرت حاجی غلام احمد صاحب ..... آف کریام ضلع جالندھر ان مخلص رفقاء بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں سے ہیں جنہیں ایسے دور میں ایمان کی نعمت نصیب ہوئی ۔ جب انصار دین کی قلت تھی ۔ اور مخالفت اپنے پورے زوروں پر ۔ یہ خوش نصیب رفقاء رویاء صالحہ سے مامور زمانہ کو پہچان گئے اور مبارک گروہ میں شامل ہو گئے ۔ یہاں آپ کے خلف الرشید موصوف کا مضمون ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے ۔

(ایڈیٹر)

آپ اندازاً ۷۶ ۔ ۱۸۷۵ء میں چوہدری گامن کے ہاں موضع کریام تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے ۔ آپ نے ورنیکلر مڈل تک تعلیم حاصل کی ۔ والد صاحب کی وفات کی وجہ سے مزید تعلیم جاری نہ رکھ سکے ۔ آپ بچپن سے ہی عبادت کے عادی تھے بلکہ نماز تہجد بھی ادا کرتے تھے ۔ آپ کی صحبت نیک اور دیندار لڑکوں سے ہوتی تھی ۔ جو کوئی ہندو یا سکھ کوئی مذہبی بات کرتا تو اس پر دین حق کی خوبی بیان کر کے اسے قائل کر دیتے ۔

احمدیت سے تعارف ۔ استخارہ اور خواب:

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص حضرت میاں کریم بخش صاحب (ماسٹر قادر بخش صاحب والد مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے) سے حضرت اقدس کی ایک کتاب "ازالہ اوہام" لایا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر تھا آپ کو پڑھنے کے لئے دی ۔ اس کے بعد مزید چند کتب ست بچن ۔ نور القرآن ہر دو حصہ اور چند اشتہارات لائے ۔ جن کو پڑھ کر آپ بہت خوش ہوئے ۔ اور دعائیں کرنا شروع کر دیں ۔ استخارہ کیا کہ اے اللہ اگر یہ شخص واقعی مسیح موعود اور مہدی کا ہے تو مجھ پر ظاہر فرما ۔ چنانچہ ایک دن خواب

میں آسمان پر موٹے اور سنہری خوشخط حروف میں مسیح موعود لکھا ہوا دیکھا۔ اس کے بعد ایک اور خواب میں ایک مجمع دکھایا گیا۔ بہت سے لوگ اکٹھے بیٹھے ہیں۔ سب کے لباس سفید براق ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا فرشتے ہیں۔ ایک شخص باہر سے آیا۔ اس نے کہا یہ زمانہ مسیح موعود کا ہے۔ دوسرے نے پوچھا۔ کیا دلیل ہے۔ اس نے کہا کہ ہر صدی پر مجدّد ہوتا ہے۔ اس صدی میں سوائے حضرت صاحب کے کسی نے مجدد ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ یہی دلیل ہے۔ پوچھنے والے نے تصدیق کی کہ ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو آپ کو اس سچائی میں کوئی شبہ نہ رہا۔ چونکہ آپ حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے فوری بیعت نہ کی۔

آپ کی قادیان روانگی :۔

آخر جنوری یا فروری ۱۹۰۳ء میں آپ اپنے ایک عزیز چوہدری بشارت علی خاں صاحب پوسٹ ماسٹر کے ہمراہ قادیان روانہ ہوئے۔ پہلا آدمی جو قادیان میں ملا وہ فلاسفر الہ دین تھا۔ انہوں نے سامان اپنی حفاظت میں رکھ کر کہا۔ نماز ہونے والی ہے۔ بیت الاقصیٰ میں نماز عصر کی ادائیگی کے بعد درس قرآن مجید ہوا۔ جو حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب ...... دے رہے تھے۔ سننے والوں پر ایک خاص اور عجیب اثر تھا۔ نماز مغرب کے بعد حضرت اقدس .... بیٹھ گئے۔ آپ سے مصافحہ کیا۔ آپ کا مبارک چہرہ دیکھا۔ آپ دیر تک (بیت) مبارک میں تشریف فرما رہے صبح کو آپ کے ہمراہ سیر میں شریک ہوئے۔

آپ کی بیعت :۔

بیعت کے بارے میں حضرت حاجی صاحب ..... فرماتے ہیں :۔

چار پانچ یوم گزر گئے۔ مغرب کے بعد حسب معمول حضرت اقدس .... تشریف رکھتے تھے۔ ہم نے بیعت کے لئے عرض کیا۔ ہماری عرضداشت قبول ہوئی۔ حضرت صاحب نے میرا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لے کر..... اقرار کرایا کہ سچے دل سے کہو کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اس طرح فروری ۱۹۰۳ء کو قبول حق کی سعادت ملی۔

حضرت اقدس .... سے تعلقِ محبت :۔

محترم حاجی صاحب .... بڑے عبادت گزار، مخیّر، اور مخلص انسان تھے۔ حضرت اقدس .... سے گہرا تعلق تھا۔

۰۷ - ۱۹۰۶ء میں والد صاحب ایک اعلیٰ قسم کی جوتی تیار کروا کے لائے اور آپ کی خدمت میں

پیش کر کے عرض کیا کہ آپ اپنا کوئی مستعمل کپڑا عنایت فرمائیں۔ اس وقت حضرت صاحب ایک ہلکے سُرخ رنگ کی ڈبّی دار دھوتی زیب تن کئے ہوئے تھے۔ آپ اندرون خانہ تشریف لے گئے اور شلوار پہن کر یہ دھوتی لا دی۔ یہ دھوتی ہمارے پاس اب تک محفوظ ہے۔

ہمارے موضع کریام کا ایک شخص حضرت اقدس کو جزامی کہا کرتا تھا۔ آخر وہ خود جزامی ہو کر مرا۔ آپ نے بیت المبارک میں حضرت اقدس کی خدمت میں اس امر کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ مخالفین کے اندر جذام تو ہوتا ہی ہے مگر اللہ تعالیٰ بعض کے جسم پر بھی ظاہر کر دیتا ہے۔

آپ نے بتایا کہ حضرت اقدس .... سے بعض تو وارد باتیں کرتے رہتے۔ مَیں بھی انہیں بغور سُنتا رہتا۔ آپ نے بتایا کہ "مَیں نے اس وقت دیکھا کہ میرے اندر سے کوئی چیز دھوئیں کی طرح نکل رہی ہے۔ مَیں اس وقت حضرت صاحب کے سامنے بیٹھا تھا۔ مَیں نے بہت غور کیا مگر مجھے ایسا ہی معلوم ہوتا رہا کہ یہ گناہ ہیں جو اندر سے دُھواں بن کر نکل رہے ہیں۔ یہ حضرت اقدس کی صحبت کی برکت ہے۔"

آپ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نہایت مخلص اور فدائی رفقاء میں شمار ہوتے ہیں۔ شب بیدار، مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ حضرت صاحب نے آپ کی بیعت لینے کے بعد فرمایا

"اللہ تعالیٰ جلد جماعت پیدا کر دے گا۔"

چنانچہ یہ فرمودات حرف بحرف پورے ہوئے اور چھ ماہ کے اندر کریام میں مضبوط جماعت بن گئی۔ جو ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء کو تین سو پندرہ ۳۱۵ نفوس تک اور ۱۹۴۷ء میں قریباً پانچ صد ۵۰۰ تک پہنچ گئی۔ آپ کو قصبہ راہوں کے چوہدری فیروز خاں اور کاٹھ گڑھ کے مولوی عبدالسلام صاحب جیسے پُرجوش ساتھی مل گئے اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے مبارک زمانہ میں کریام۔ راہوں۔ کاٹھ گڑھ۔ سڑوعہ۔ لنگڑوعہ۔ کریم پور۔ بنگہ پنام۔ مکندپور۔ کھلور اور لنگیزی وغیرہ مقامات میں مخلص احمدی جماعتیں قائم ہو گئیں۔ حضرت صاحب نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۶ پر اپنے ایک عظیم الشان نشان کے گواہوں میں آپ کا نام پچاسویں نمبر پر درج فرمایا ہے۔ آپ ان سابقون الاوّلون میں سے تھے جنہوں نے حضرت صاحب کے عہد مبارک میں (۲۹۔ دسمبر ۱۹۰۷ء) کو وصیت کر کے اپنا حصّہ جائیداد بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ہبہ کر کے قبضہ بھی دے دیا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے کئی بار اپنے خطوط میں آپ کو لکھا کہ "مجھے آپ سے بہت محبت ہے۔" ایک بار موضع کریم پور ضلع جالندھر کے احباب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو نصیحت فرمائی کہ آپ لوگ بار بار قادیان آتے رہیں تا ایمان تازہ رہے۔

انہوں نے اپنی بعض مجبوریاں پیش کیں۔ اس پر فرمایا ”اچھا قادیان نہ آسکو تو چوہدری غلام احمد کے پاس کبھی کبھار ہو آیا کرو۔“

آپ کی دینی خدمات :-

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ..... کے ساتھ غایت درجہ محبت تھی۔ اور حضرت صاحب کی ہر تحریک پر ابتداء ہی میں پُرجوش رنگ میں شمولیت سے انہیں خاص رُوحانی سرور حاصل ہوتا تھا۔ فرض اور طوعی ہر قسم کے چندوں میں نمایاں حصہ لیتے اور مالی اور جانی قربانیوں میں پیش پیش رہتے تھے اور اغراض سلسلہ کی تکمیل کے لئے شبانہ روز مصروف رہتے۔ دعوت الی اللہ میں انہماک کا یہ عالم تھا کہ آپ نے جماعت کو دس حصوں میں تقسیم کرکے ان کے امیر وفد مقرر کر رکھے تھے۔ ہر گروہ آپ کی زیر نگرانی دعوت الی اللہ کے لئے باہر جاتا تھا۔ حلقہ اردگرد کا پانچ میل تک کا علاقہ تھا۔ حضرت صاحب کے ارشاد پر خود بھی سال بھر میں نئے احمدی بنانے کی تحریک میں حصہ لیتے اور دوسروں سے بھی وعدے لیتے۔ آپ نے جالندھر اور ہوشیار پور میں داعیان الی اللہ کے ساتھ کئی بار طویل دورے کئے۔ ۱۹۲۳ء میں جن مجاہدوں نے علاقہ ارتداد ملکانہ میں نمایاں کام کیا ان میں آپ بھی شامل تھے۔ ۱۹۳۵-۳۶ء میں علاقہ مکیریاں کی دعوت الی اللہ کی مہم میں شرکت کی اور ایک ایک ماہ وقف کرکے پہلے سال موضع عمرا پور میں اور دوسرے سال خاص مکیریاں میں بطور امیر وفد کام کیا اور حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی ..... نے خوشنودی کے سرٹیفکیٹ عطا فرمائے۔

افراد جماعت ابتداء میں کریام میں آپ کے مکان کی بیٹھک میں عبادت بجالاتے۔ ۱۹۱۵ء میں آپ نے ایک فراخ اور عمدہ البیت تعمیر کرائی جس کے اکثر اخراجات آپ نے برداشت کئے۔ اگلے سال آپ نے ۳۔ جون ۱۹۱۶ء سے ایک احمدیہ پرائمری سکول جاری فرمایا اور ابتداء میں اس کا پورا خرچ اپنی گرہ سے ادا کیا۔

آپ کی دیانتداری اور راست بازی ہر کسی کو مسلّم تھی۔ ایک شخص (رام لال پروت ساکن راہوں) نے پچاس گھماؤں زرعی اراضی آپ کے نام بغیر اطلاع کے رہن کر دی۔ عدالتیں آپ کو ثالث بناتیں اور کبھی کسی فریق کو ان کے فیصلے پر اعتراض نہ ہوتا تھا۔ کہتے ہیں ایک بار آپ کے گاؤں میں ایک مجسٹریٹ نے موقع دیکھتے وقت مدعی فریق سے کہا کہ اس جگہ کوئی سچ بولنے والا ہو تو پیش کرو۔ اس نے آپ کا نام لیا۔ آپ کو طلب کیا گیا۔ حاکم نے عزت سے بٹھایا۔ اور اصل حقیقت دریافت کی۔ آپ نے سچی

بات کہہ دی۔ حاکم نے آپ کی شہادت کی بناء پر مدعی فریق کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ اس فیصلہ سے احمدی فریق ناراض ہوا۔ آپ نے اپنے بعض دوستوں کی معیت میں جاکر اسے سمجھایا اور فرمایا کہ میں نے خدا کے حکم کے مطابق سچی شہادت دی ہے۔ آپ کو ناراض نہیں ہونا چاہیئے تھا۔

آپ کا اخلاص اور ہمدردی:۔

حضرت مولانا ابو العطاء صاحب رسالہ الفرقان اپریل ۱۹۶۸ء میں تحریر فرماتے ہیں:۔

ایک دفعہ ہمارا گاؤں کریہہ کے کچھ راجپوتوں کا ایک دیوار کے سلسلہ میں والد صاحب میاں امام الدین سے کچھ تنازعہ ہوگیا۔ قریب تھا کہ لڑائی ہو جاتی۔ کریام میں خبر پہنچ گئی (جو ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر تھا) تو جھٹ تین چار دوستوں کے ساتھ حضرت چوہدری صاحب ہمارے گاؤں پہنچ گئے۔ معاملہ رفع دفع ہوگیا۔ مگر لوگوں نے محسوس کر لیا کہ میاں امام الدین اگرچہ اپنے گاؤں میں اکیلے احمدی ہیں۔ مگر جماعت احمدیہ کی باہمی اخوت کے باعث ان کی برادری بڑی وسیع ہے۔ مزید آپ فرماتے ہیں۔ اس جگہ میں یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ چوہدری غلام احمد ہر احمدی کے لئے محبت کا ایک سمندر تھے۔ مہمان نوازی ان کی فطرت میں داخل تھی"

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر..... امیر جماعت فیصل آباد فرماتے تھے کہ کپورتھلہ میں پریکٹس کا نیا نیا کام شروع کیا تھا۔ ایک روز میرے پاس حضرت چوہدری غلام احمد صاحب اور بابو عبدالحی صاحب پوسٹ ماسٹر کپورتھلہ تشریف لائے اور تحریک جدید کے چندہ کی تحریک کی۔ ان دنوں یہ تحریک نئی نئی حضرت صاحب نے جاری فرمائی تھی۔ ان ہر دو بزرگوں نے ایک ماہ کی آمد کے برابر چندہ ادا کرنے کی تحریک کی۔ خاکسار نے ان کے ارشاد کی تعمیل میں ایک ماہ کی رقم بطور چندہ ادا کر دی۔ اس میں خدا تعالیٰ نے اتنی برکت ڈالی۔ کہ حضرت شیخ صاحب فرمانے لگے کہ اتنی آمد مجھے اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ یہ حضرت صاحب کی تحریک میں حصہ لینے کی برکت کا نتیجہ اور بزرگوں کی تحریک کا ثمرہ ہے۔

ایک مرتبہ آپ کی بڑی اہلیہ صاحبہ نے ایک زیور بنانے کے لئے ایک سو روپیہ دیا۔ آپ یہ رقم لے کر راہوں قصبہ میں سنار کو دینے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک محتاج احمدی عورت مل گئی۔ اور اس نے سوال کیا کہ میرا مکان گرا ہوا ہے۔ میرے پاس رقم نہیں ہے۔ مکان کی چھت ڈالنے کے لئے ایک سو روپے کی ضرورت ہے۔ آپ نے زیور کی رقم بلا توقف اسے دے دی۔ جس سے اس کا مکان مکمل ہوگیا۔ جب کچھ عرصہ کے بعد اس نے یہ رقم واپس کی تو پھر آپ نے زیور بنوا کر دیا۔ اور اپنی اہلیہ کو

صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ اہلیہ صاحبہ نے بھی اس پر پسندیدگی کا اظہار کیا۔ عورت مذکور غریب اور محتاج تھی۔ آپ جب دودھ بیچ کر باہر سے آتے تو راستہ میں اسے کچھ دُودھ دے کر گھر لایا کرتے۔ اس طرح اس کی دَرپردہ امداد مدتوں کرتے رہے۔ اور گھر میں بھی اس کا ذکر تک نہ کرتے۔

وفات و تدفین :۔

۴۔ جولائی ۱۹۴۳ء کو بروز ہفتہ بوقت مغرب آپ بمقام کریام اس دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کو سدھار ے۔ اگلے روز عصر کے بعد جنازہ پڑھا گیا۔ جس میں گرد و نواح کے سینکڑوں احباب نے شرکت کی۔ جنازہ قادیان لے جایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی..... اس وقت ڈلہوزی میں تھے۔ آپ کی اجازت سے قطعہ خاص بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ جنازہ حضرت سیّد محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھایا اور قبر تیار ہونے پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب...... نے دعا کرائی۔

اولاد :۔

آپ کی پہلی شادی سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ دوسری شادی ۱۹۲۳ء میں ہوئی۔ جس سے خدا تعالیٰ نے ایک لڑکی اور تین لڑکے عطا کئے۔ لڑکی صغر سنی میں فوت ہوگئی۔ بڑا لڑکا ظہور الدین جو میٹرک کے بعد زمینوں کے کام پر لگا ہوا تھا ۲۶ سال کی جوانی کی عمر میں ۳۰۔ مئی ۱۹۵۰ء کو وفات پا گیا۔ آپ کی زندہ اولاد میں سے خاکسار احمد الدین اور چوہدری نورالدین ڈائریکٹر لینڈ ریکلیمیشن ماڈل ٹاؤن لاہور ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...... فرماتے ہیں :۔

"ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ دیوانہ وار نکلیں اور دنیا کو قرآن سے بہرہ ور کرنے کی پوری پوری کوشش کریں۔ بے شک آج دنیا خدا سے دُور ہو رہی ہے دین سے غافل ہے قسم قسم کی بدیوں میں مبتلا ہے آجکل کا تمدن اور تہذیب قرآن کے خلاف ہیں۔ ..... اس وقت لوگوں کے مشاغل اور عادات و اطوار قرآن کے خلاف ہیں۔ ان حالات میں قرآن کو مان لینا بہت مشکل ہے۔ مگر اس میں بھی کیا شبہ ہے کہ سوائے قرآن کے ان تمام کا علاج بھی کوئی نہیں۔"

(الفضل ۷۔ ستمبر ۱۹۲۶ء)

(مرسلہ : نظارت اصلاح و ارشاد و تعلیم القرآن)

یاد رفتگان

محترم میاں کرم الدین صاحب کا ذکرِ خیر

محترم مولانا محمد صدیق صاحب گورداسپوری

میرے والد ماجد محترم میاں کرم الدین صاحب ۱۸۸۱ء میں لودھی ننگل تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کی سکول کی تعلیم تو کوئی زیادہ نہیں تھی۔ مگر علمی ذوق تھا۔ دینی معلومات کافی تھیں۔ کیونکہ آپ نے مختلف اہلِ حدیث علماء سے استفادہ کیا تھا۔ اور اس فرقہ کے ساتھ ہی آپ کا تعلق رہا۔ نیز گاؤں میں امام الصلوٰۃ تھے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دعویٰ ماموریت کی خبر جب لودی ننگل پہنچی تو وہاں سے بعض احباب کو آپ کی بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ جن میں سرِفہرست حضرت مولوی نور احمد صاحب تھے۔ محترم والد صاحب نے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ساتھ بیعت کی۔ کیونکہ الحکم ۲۴۔ ستمبر ۱۹۰۲ء میں بیعت کرنے والوں کی فہرست میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔ مگر بعد میں بعض نامعلوم وجوہات کی بناء پر آپ کمزور پڑ گئے۔

دوبارہ بیعت :۔ یہ اوائل ۱۹۱۴ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جن کو خدا تعالیٰ نے بعد میں جماعت احمدیہ میں امامت کے مقام پر سرفراز فرمایا لودھی ننگل تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ حضرت حافظ روشن علی صاحب ..... اور بعض اور بزرگ تھے۔ آپ ایک دن کے لئے فتح گڑھ چوڑیاں بھی تشریف لے گئے۔ جو لودھی ننگل سے قریباً دو تین میل کے فاصلہ پر تھا۔ جب ان کے آنے کی خبر لودھی ننگل پہنچی تو محترم والد صاحب فوراً فتح گڑھ چوڑیاں گئے۔ وہاں اہلِ حدیث علماء سے ملے جن سے آپ کا کافی تعلق تھا۔ ان کو بتایا کہ مرزا صاحب کا لڑکا لودھی ننگل آرہا ہے۔ اس موقعہ پر کیا کیا جائے۔ مولویوں نے جواب دیا کہ کرنا کیا ہے۔ بچوں کو اکٹھے کرو اور ان کی جھولیوں میں پتھر بھر دو۔ جب وہ آئیں تو بچوں کو کہیں ان پر پتھر برسائیں۔ جب والد صاحب نے یہ جواب سُنا تو آپ نے کہا یہ طریق تو طائف والوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اختیار کیا تھا۔ چنانچہ وہاں سے خاموش واپس آگئے۔ اگلے روز جمعہ تھا۔ چنانچہ آپ صبح کی نماز کے لئے غیر احمدیوں کی مسجد میں گئے اور نماز

پڑھائی۔ اس کے بعد لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ مجھ پر تو احمدیت کی صداقت واضح ہو گئی۔ کیونکہ ہمارے پاس سوائے پتھروں کے اور کچھ نہیں۔ اور فتح گڑھ چوڑیاں میں جو واقعہ پیش آیا تھا وہ بیان کیا۔ اس کے بعد کہا کہ میں تو آج جمعہ کی نماز احمدیوں کے ساتھ مولوی نور احمد صاحب کی اقتداء میں ادا کروں گا۔ جو میرے ساتھ جانا چاہتے ہیں وہ چلیں۔ چنانچہ بعض اور دوست بھی آپ کے ساتھ چلے گئے اور جمعہ کی نماز آپ نے (بیت) احمدیہ میں ادا کی۔ پھر قادیان جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے ہاتھ پر بیعت کر کے دوبارہ احمدیت کی آغوش میں آ گئے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنے ایمان اور اخلاص میں بڑھتے چلے گئے اور حضرت مولوی نور احمد صاحب کے ساتھ آپ کے گہرے مراسم قائم ہو گئے۔

آپ کی دینی خدمات اور تربیت اولاد :-

جون ۱۹۳۷ء میں جب حضرت مولوی نور احمد صاحب وفات پا گئے تو آپ کے بعد محترم والد صاحب جماعت احمدیہ لودھی ننگل کے پریذیڈنٹ اور امام الصلوٰۃ مقرر ہوئے۔ چنانچہ آپ نے ۱۹۴۲ء تک یہ خدمت سرانجام دینے کی سعادت حاصل کی۔

ہمارے گھر سے (بیت) احمدیہ کافی دُور تھی یعنی گاؤں کے دوسرے کنارہ پر۔ لیکن میں نے دیکھا کہ والد صاحب محترم باقاعدگی سے نماز باجماعت کے لئے پانچوں وقت وہاں تشریف لے جاتے۔ اور مجھے بھی ساتھ لے جاتے۔ حتیٰ کہ سخت سردی کے دنوں میں بھی مجھے صبح کی نماز میں جگا کر ساتھ لے جاتے۔ بعض لوگ کہتے بھی کہ اتنی سردی میں اسے کیوں ساتھ لاتے ہیں۔ تو فرماتے یہی عمر اس کو نماز کی عادت ڈالنے کی ہے۔ چنانچہ محترم والد صاحب کا مجھ پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے میں نہیں جانتا کہ میں نے کبھی کوئی نماز چھوڑی ہو۔ خواہ کیسے ہی حالات ہوں اور کتنی ہی مصروفیت ہو۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے نماز باجماعت کی توفیق مل رہی ہے۔

جب سے میں نے ہوش سنبھالا۔ میں نے محترم والد صاحب کو باقاعدہ نماز تہجد ادا کرتے دیکھا۔

۱۹۳۹ء میں خاکسار والد صاحب کے ساتھ قادیان گیا۔ جب جلسہ میں شرکت کے بعد واپس گاؤں آئے تو میں اس وقت پرائمری تک تعلیم حاصل کر چکا تھا۔ لہٰذا مجھ سے والد صاحب نے پوچھا۔ اب آئندہ کیا پروگرام ہے۔ میں نے کہا۔ میں تو قادیان جا کر تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میرے منہ سے یہ بات نکلنی تھی کہ آپ نے فرمایا۔ اچھا پھر کل ہی تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ باوجود اس کے کہ ابھی ابھی قادیان سے واپس آئے تھے۔ مجھے ساتھ لے کر اگلے روز قادیان روانہ ہو گئے۔

قادیان جا کر مجھے حضرت میر محمد اسحاق صاحب ..... کے سپرد کر دیا۔ جو اس وقت مدرسہ احمدیہ کے

یادرفتگان

محترم (کیپٹن) ملک شیر محمد صاحب کا ذکرِ خیر

محترم ملک محمد اعظم صاحب۔ ربوہ

محترم کیپٹن شیر محمد صاحب ایک مخلص اور فدائی احمدی تھے ، سعید فطرت رکھنے والے تھے ۔ تاہم احمدیت کو چھان پھٹک کر قبول کیا۔ خاندان اور علاقہ سے مخالفت کی کوئی پرواہ نہ کی اور خدمت اور قربانی کو اپنی سعادت سمجھتے ہوئے اپنی زندگی کی ۸۷ بہاریں گذاریں۔

بمقام گتر نزد ڈومیلی ضلع جہلم کے رہنے والے تھے ۔ ۱۹۲۰ء میں انگریزی آرمی میں بھرتی ہوئے اور ۳۹ ـ ۴۵ء کی جنگ عظیم دوم میں بے شمار کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ۔ جن کی بنا پر حکومت نے آپ کو ایک قطعہ زرعی زمین انعام کے طور پر دی ۔ دوسرے فوجی ساتھیوں سے مل کر چک ۹ نزد ملکوال کی زمین پسند کی اور یہاں مستقل رہائش پذیر ہوئے ۔

تحقیقِ حق اور بیعت :-

آپ ۵۳ء کے ہنگاموں سے بہت ہی متاثر ہوئے ۔ فطرت نیک تھی ۔ دل کے پاکیزہ تھے ۔ اس لئے مختصر سی تحقیق کے بعد صداقت ظاہر ہوگئی ۔ اور احمدیت قبول کرلی ۔ اُن کا قبولیتِ احمدیت کا واقعہ بھی بڑا عجیب اور دلچسپ ہے ۔ جو اس طرح ہے کہ آپ اکثر جہلم شہر ایک معروف اور دیانتدار کپڑے کے دکاندار سے کپڑا خریدا کرتے تھے ۔ ۱۹۵۳ء کے ہنگاموں میں معمول کے مطابق کپڑا خریدنے گئے تو ساتھ والے مولوی صاحب دکاندار نے آواز دے کر پاس بٹھالیا ۔ اور کہا کہ آپ ایک کافر سے کپڑا خریدتے ہیں ۔ یہ آپ کی اپنی دکان ہے یہاں سے خریدا کریں ۔ آپ نے جواب دیا کہ مجھے یہ علم تو نہیں کہ وہ کیا ہیں لیکن وہ ہیں بڑے دیانتدار ۔ اور سارے بازار سے رعایتاً اور اچھا کپڑا دیتے ہیں ۔ دکاندار نے کہا کہ پھر آپ کو علم نہیں کہ مرزائی کیا ہیں ۔ آپ یہ کتاب لے جائیں اور پڑھیں ۔ آپ کے چودہ طبق روشن ہو جائیں گے ۔ انہوں نے آپ کو محمدیہ پاکٹ بک دی ۔ آپ نے اُن سے وعدہ کیا کہ کتاب تو میں ضرور پڑھوں گا ۔ بشرطیکہ آپ کتاب کی واپسی کا مطالبہ نہ کریں ۔ انہوں نے حامی بھرلی ۔ آپ سیدھے احمدی دکاندار کے پاس آئے ۔ کپڑا خریدا ۔ اور گھر آکر کتاب کا ایک ایک لفظ

بغور مطالعہ کیا۔ اس سے جستجو پیدا ہوئی۔ اگلے ہفتے احمدی دکاندار کے پاس گئے اور سارا ماجرا سنایا۔ آپ نے احمدیت کا تعارف چاہا۔ کسی موزوں کتاب کا مطالبہ کیا۔ کافی بحث کے بعد اس احمدی دوست نے ایک کتاب "احمدیہ پاکٹ بک" دی۔ آپ کے دل میں بے چینی سی پیدا ہوگئی تھی وہ احمدیہ پاکٹ بک پڑھنے سے دُور ہوگئی۔ چنانچہ ۵۴ء کے جلسہ سالانہ پر اسی احمدی دوست کے ہمراہ ربوہ آئے۔ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی..... کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

دعوت الی اللہ کا شوق :-

آپ کے ہاں مالی فراخی تھی۔ چنانچہ دعوت الی اللہ کے لئے سینہ سپر ہوگئے۔ ہر جگہ، ہر موقعہ پر، سفر میں یا حضر میں آپ اس فریضہ کو ادا کرتے رہے۔ ۵۸ء میں خاکسار میں کچھ شعور دیکھا تو آہستہ آہستہ اپنی محبّانہ رہنمائی میں لے لیا۔ اور مجھے ایک کتاب "دعوت الامیر" دے کر فرمایا کہ بغور مطالعہ کریں۔ میں نے اسے صاف دل کے ساتھ مطالعہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو کھول دیا اور ۲۴۔ جنوری ۱۹۶۰ء کے جلسہ سالانہ پر بیعت کرنے کی توفیق مل گئی۔ بیعت کرنے سے قبل مجھے سمجھانے لگے کہ دیکھو۔ بہت مشکلات آئیں گی۔ مصائب پیدا ہوں گے۔

میرے چچاجان محترم ملک صاحب بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ ذہین اور فطین تو تھے ہی۔ لیکن احمدیت کی قبولیت کے بعد عقلی اور نقلی دلائل کے میدان میں اُن کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ آپ بڑے وجیہہ تھے۔ بڑا رُعب اور دبدبہ تھا۔ دعوت الی اللہ کا کوئی لمحہ ضائع نہ کرتے۔ ۸۴ء میں دعوت الی اللہ میں اور شدّت اختیار کر لی۔

آپ کی وفات ۲۶۔ مئی ۱۹۹۵ء بعمر ۸۵ سال ہوئی۔ اس طرح ایک پُر جوش داعی الی اللہ اپنے مخصوص بیت الدعا میں نہایت تضرّع اور الحاح سے دعائیں کرنے والے، رُوحانی خزائن کے مطالعہ میں منہمک داغ مفارقت دے گئے۔

؎ بلانے والا ہے سب سے پیارا　　اسی پہ اے دل تُو جاں فِدا کر

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ دین کے اس سچے فدائی کے نقشِ قدم پر ہمیں چلنے کی توفیق دے اور آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

اخبار مجالس

ورزشی مقابلہ جات مجلس انصار اللہ مقامی ۔ ربوہ

رپورتاژ: محترم نصیر احمد چوہدری ۔ منتظم عمومی

مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کے ورزشی مقابلہ جات حسب سابق امسال بھی ماہ مارچ ۹۶ء میں منعقد کئے گئے ۔ مجلس ربوہ کے ۴۳ حلقہ جات اور دس بلاک ہیں ۔ چنانچہ پہلے مرحلے میں مورخہ ۱۵ ۔ مارچ ۹۶ء کو مجلس ربوہ کے ۴۳ حلقہ جات کے بلاک وائز ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے ۔ جن میں ۱۰۰ میٹر دوڑ ۔ سائیکل ریس تیز اور SLOW کے مقابلے ہوئے ۔

فائنل مقابلہ جات ۲۲ ۔ مارچ ۹۶ء کو صبح ۸ بجے تا ۳۰ - ۱۱ بجے دار الرحمت شرقی کی گراؤنڈ میں منعقد ہوئے ۔ بلاکس سے اوّل ۔ دوم ۔ سوم آنے والوں کے فائنل مقابلہ جات ہوئے اس تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا ۔ عہد اور دعا کے ساتھ مکرم زعیم اعلیٰ نے پروگرام کا آغاز کیا ۔

مقابلہ جات کے نتائج مندرجہ ذیل رہے ۔

○ **سائیکل ریس :** اوّل : مکرم محمد رفیق صاحب ۔ دار الفضل غربی ۔ دوم : مکرم چوہدری محمد مختار احمد صاحب ۔ سوم : مکرم ماسٹر محمد عمر حیات صاحب ۔

○ **SLOW سائیکل مقابلہ :** اوّل : مکرم مرزا حفیظ احمد صاحب دوم : مکرم انوار الحق صاحب سوم : مکرم مبارک احمد طاہر صاحب ۔

○ **۱۰۰ میٹر دوڑ کا مقابلہ :** اوّل : مکرم ظفر احمد صاحب ۔ دوم : مکرم بشیر احمد صاحب لنگاہ ۔ سوم : مکرم ریاض احمد صاحب ۔

○ **کلائی پکڑنے کا مقابلہ :** اوّل : مکرم مبارک احمد صاحب علوی ۔ دوم : مکرم اقبال احمد صاحب ۔

○ **والی بال :** ربوہ کی مجالس کو چار حلقوں میں تقسیم کرکے چار چار ٹیمیں بنا دی گئیں ۔ والی بال فائنل میں رحمت بلاک اوّل اور صدر بلاک دوم قرار پایا ۔

رسہ کشی: رسہ کشی کے مقابلہ جات بڑے دلچسپ رہے ۔ سخت مقابلے کے بعد صدر بلاک اوّل اور رحمت بلاک دوم قرار پائے ۔

تقسیم انعامات و خطاب صدرِ مجلس :-

تقسیم انعامات کی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا ۔ اس کے بعد مکرم مولانا محمد صدیق صاحب گورداسپوری زعیم اعلیٰ ربوہ نے رپورٹ پیش کی ۔ مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ پاکستان ربوہ نے انعامات تقسیم فرمائے ۔ اور اختتامی خطاب فرمایا ۔ آپ نے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ یوم مسیح موعود کے ناطہ سے ہم سب کو حضرت مسیح موعود ...... کی تعلیم پر عمل کرنا چاہیئے اور یوم پاکستان کے ناطہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مدنظر رہنا چاہیئے کہ " وطن کی محبت ایمان کا جزو ہے ۔" اس لئے وطن کے استحکام کے لئے دعا اور جدوجہد کرنی چاہیئے ۔

صدر محترم نے فرمایا :

کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں انصار کھیلوں میں حصہ لیں ۔ خواہ روزانہ سیر کی شکل ہی ہو ۔

۱۹۸۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ مشرق بعید میں مجھے بھی حضور ایدہ اللہ کے ساتھ جانے کا موقع ملا ۔ حضور خود بھی باقاعدگی سے سیر فرماتے ہیں ۔ سنگاپور میں اتنی کثرت سے لوگ سیر کیلئے آتے ہیں کہ پارک بھر جاتے ہیں ۔ انصاراللہ کو بھی سیر کرنی چاہیئے ۔

آخر میں مکرم صدر محترم نے عہد دوہرایا ۔ اور دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا ۔

تعزیت و دعا

محترم ملک گل شیر خاں صاحب حال حیات آباد پشاور لکھتے ہیں کہ ان کی اہلیہ محترمہ مورخہ ۹ ۔ مارچ ۱۹۹۶ء کو جرمنی میں وفات پاگئی ہیں ۔ ۱۸ ۔ مارچ کو ربوہ میں تدفین ہوئی ۔ آپ بڑی فدائی اور مخلص خاتون تھیں نہایت صابرہ ۔ عبادت گذار اور مالی قربانیوں میں مسابقت کی روح رکھتی تھیں ۔

اللہ تعالیٰ موصوفہ کے اعزّہ و اقارب کو صبر جمیل دے اور ان کے درجات بلند فرمائے ۔

بقیہ: اُسوۂ حسنہ

ہوئے اور نکلتے وقت۔ نیا کپڑا پہنتے ہوئے۔ کھانا کھاتے وقت۔ سفر کرتے وقت اور گھر میں داخل ہوتے وقت۔ غرض آپؐ کی زندگی مجسّم دعا تھی۔

○ محبتِ الٰہی کی بے پناہ تڑپ۔ ایک رُوح پرور جامع دعا:۔

یادِ محبوب میں آپؐ پر ہمیشہ محویت کا عالم طاری رہتا۔ اور حصولِ محبت کی یہ دعا ہر وقت وردِ زبان رہتی۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّکَ وَحُبَّ مَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْکَ
وَاجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔

اے میرے اللہ! تُو مجھے اپنی محبت عطا کر۔ وہ محبت جو تجھے محبوب ہے۔ اور وہ محبت جو تیرا قرب عطا کرے اور تُو اپنی اس عطا کی جانے والی محبت کو ٹھنڈے پانی سے زیادہ ہمارے لئے محبوب بنا دے۔

آپؐ کی دعاؤں کا یہ سلسلہ ایک وسیع و عریض بحرِ محبت ہے اور سب کا مقصود و منتہا محبّتِ الٰہی ہے۔ آپؐ نے اس مقامِ محبّت کو کمال درجہ تک پایا۔ عبادتِ نماز اور اس سے متعلق دعا اور ذکرِ الٰہی کی یہ تو ایک جھلک ہے۔ ابھی تو اور عبادات بھی ہیں جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی محبت و رضا کے لئے تھیں۔ اگرچہ ان سے مخلوقِ خدا بھی متمتع ہوئی مگر ان میں درحقیقت اس خالق و مالک کی خوشنودی رضا اور عشق و محبت ہی غالب نظر آتی ہے۔

(جاری)

بقیہ: یادِ رفتگان محترم میاں کرم الدین صاحب

ہیڈ ماسٹر تھے۔ آپ نہایت محبّت اور شفقت کے ساتھ پیش آئے اور مجھے مدرسہ احمدیہ میں داخل کرلیا۔ والد صاحب کو مرکز سے بہت محبّت تھی۔ ہر سال جلسہ سالانہ پر تشریف لے جاتے۔ اور مجلس مشاورت میں بھی بطور نمائندہ جماعت آپ کو شرکت کی توفیق ملتی۔ جب میں قادیان چلا گیا تو سال کے اندر ہی آپ لودھی ننگل سے اپنی جائیداد وغیرہ فروخت کر کے حضرت مصلح موعود ..... کی اجازت سے قادیان تشریف لے آئے۔ آپ ۱۹۴۴ء کے آخر میں بیمار ہو گئے اور ۶۔ جنوری ۱۹۴۵ء کو وفات پا گئے۔

"خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو"

سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"..... اصل توحید کو قائم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے پورا حصّہ لو اور یہ محبّت ثابت نہیں ہوسکتی جب تک عملی حصہ میں کامل نہ ہو نری زبان سے ثابت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی مصری کا نام لیتا رہے تو کبھی نہیں ہوسکتا کہ وہ شیریں کام ہو جاوے یا اگر زبان سے کسی کی دوستی کا اعتراف اور اقرار کرے مگر مصیبت اور وقت پڑنے پر اس کی امداد اور دستگیری سے پہلوتہی کرے تو وہ دوست صادق نہیں ٹھہر سکتا۔ اسی طرح پر اگر خدا تعالیٰ کی توحید کا نرا زبانی ہی اقرار ہو اور اس کے ساتھ محبت کا بھی زبانی ہی اقرار موجود ہو تو کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ حصّہ زبانی اقرار کی بجائے عملی حصہ کو زیادہ چاہتا ہے۔ اس سے یہ مطلب نہیں کہ زبانی اقرار کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ نہیں۔ میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو ...... یہ وہ غرض ہے جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے، پس جو اس وقت اس چشمہ کے نزدیک نہیں آیا۔ جو خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے جاری کیا ہے۔ وہ یقیناً بے نصیب رہتا ہے۔ اگر کچھ لینا ہے اور مقصد کو حاصل کرنا ہے تو طالب صادق کو چاہیئے کہ وہ چشمہ کی طرف بڑھے اور آگے قدم رکھے اور اس چشمہ جاری کے کنارے اپنا مُنہ رکھ دے اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک خدا تعالیٰ کے سامنے غیریت کا چولہ اُتار کر آستانہ ربوبیت پر نہ گر جاوے اور یہ عہد نہ کرلے کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو بھی خدا کو نہیں چھوڑے گا۔ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہے گا۔ ابراہیم علیہ السلام کا یہی عظیم الشان اخلاص تھا کہ بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہوگئے۔ (دین حق) کا منشاء یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیئے کہ ابراہیمؑ بنو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ:

ولی پرست نہ بنو بلکہ ولی بنو اور پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو۔

تم ان راہوں سے آؤ بے شک وہ تنگ راہیں ہیں۔ لیکن اُن سے داخل ہوکر راحت اور آرام ملتا ہے ......"

(ملفوظات جلد دوم صـ ۱۳۸-۱۳۹ نیا ایڈیشن)